



یقین کا سفر

از قلم: اقصیٰ حسان

قسط نمبر: 5

"آپکا یہاں کیسے آنا ہوا۔۔۔" احمد صاحب نے مسکراتے ہوئے شایان صاحب سے پوچھا۔۔۔۔

شایان صاحب اپنی بیگم اور اکلوتے بیٹے کے ساتھ اس وقت احمد صاحب کے گھر میں بیٹھے تھے۔ احمد صاحب، شایان صاحب کو پہچانتے تھے کیوں کہ وہ بزنس کی دُنیا کے مشہور شخصیات میں سے ایک تھے۔۔۔ وہیں مصطفیٰ کی نظریں کسی کی تلاش میں تھیں وہ بار بار نظریں گیٹ سے باہر دوڑا رہا تھا۔۔۔

"بھائی صاحب آپ تو ہمارے بیٹے کو جانتے ہیں آپکے داماد کا دوست ہے۔۔۔" شایان صاحب نے بات کی تمہید باندھی۔

"جی جی جانتا ہوں میں پورے شادی کے تمام انتظامات اسی بچے نے سنبھالے تھے۔۔۔" احمد صاحب کو وہ سلجھا اور سمجھدار لگا تھا۔۔۔

"میرے بیٹے کو کبھی کسی چیز کی کمی نہیں ہوئی اور کبھی اسنے مجھ سے کوئی خواہش نہیں کی سوائے ایک خواہش کے۔۔۔" وہ اپنی بات آدھی کہتے ہوئے رُکے اور احمد صاحب کے چہرے کے تاثرات دیکھنے لگے۔۔۔

"میں کچھ سمجھا نہیں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔۔۔"

"ہم آپ سے آپکے گھر کی رونق مانگنے آئے ہیں۔۔ ہم اپنے بیٹے کے لیے آپکی بیٹی حوریہ کا رشتہ مانگنے آئے ہیں۔" مسسز شایان کے کہنے کے بعد احمد صاحب نے اپنی بیگم کو دیکھا جن کے چہرے پر خوشی تھی۔۔۔۔

"ہم اس بات کا فیصلہ اپنی بیٹی کو دیں گے۔۔۔"

"جی جی ہم بھی اسی بات کے حق میں ہیں آپ حوریہ بیٹی سے پوچھ لیں۔۔۔"

تھوڑی دیر بعد حوریہ، حاجرہ بیگم کے ساتھ کمرے میں داخل ہوتے سب کو سلام کرتے اپنے والدین کے بیچ میں بیٹھ گئی۔۔۔

"تو بتائیں بیٹا آپکا کیا فیصلہ ہے ہم آپکی رائے کا احترام کریں گے۔۔۔" مسسز شایان نہایت محبت سے گویا ہوئیں۔

حوریہ نے نظریں اٹھا کر سامنے بیٹھے مصطفیٰ کو دیکھا جو بے چینی کی حالت میں آنکھوں میں اُمید لیے اُسکے جواب کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔۔

"جو بابا کو صحیح لگے۔۔" اُس نے کہتے ہوئے اپنے باپ کو دیکھا جو فخر اور خوشی سے اُسے دیکھ رہے تھے

"تو پھر نکاح کی تاریخ رکھتے ہیں۔۔" احمد صاحب خوشی سے کہتے ہوئے شایان اور مصطفیٰ کے گلے لگے وہیں مسسز شایان نے بھی حور کو خود کے گلے لگایا۔۔

"مبارک ہو بہت بہت۔۔" مسسز شایان، حاجرہ بیگم کے گلے لگتے ہوئے خوشی سے بولیں۔۔ حور نے مصطفیٰ کو دیکھا جسکے چہرے پر کچھ پالینے کی خوشی تھی وہ اپنی سرمئی آنکھوں سے اسکا شکریہ ادا کر رہا تھا۔۔

کافی دیر باتوں کے بعد کھانے کھایا گیا اور نکاح کی تاریخ دو ہفتے بعد کی تھی۔۔۔

"سکینہ آنٹی آج میں آپکو اپنے ہاتھ کا کھانے کھلاؤ گی۔۔" اپنے پیچھے کسی کی آہٹ محسوس کرتے ہوئے زوش چمچہ چلاتے جوشیلے انداز میں بولی۔

"ہمیں بھی کھلا دیں ہم بھی دیکھیں ان خوبصورت ہاتھوں کا ذائقہ کیسا ہوتا ہے۔۔" مردانہ آواز کو سنتے وہ پلٹی تھی جہاں سعد چہرے پر شیطانی مسکراہٹ سجائے کھڑا تھا۔۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو۔۔" چہرے پر پہلے والی خوشی غائب ہو گئی تھی۔۔۔

"کیوں کیا میں نہیں آ سکتا۔۔"

"زاویار ابھی گھر میں نہیں ہے اور انکل آنٹی بھی نہیں ہیں تم بعد میں آجانا۔۔" لہجہ بالکل سپاٹ تھا۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے اگر گھر میں کوئی نہیں ہے۔۔" کہتے ہوئے وہ اُس کی طرف بڑھنے لگا اور اس کی آنکھوں میں دکھتی حوس زوش محسوس کر چکی تھی۔۔۔

"دور رہ کر بات کرنا ورنہ جن ٹانگوں سے میرے قریب آرہے ہونا وہ ٹانگیں توڑنے میں وقت نہیں لگاؤ گی۔۔" وہ کہتے ہوئے وہاں سے جانے لگی جب سعد نے جاتے ہوئے اُسکی کلائی پکڑی وہ بنا وقت ضائع کیے پلٹی اور اُسکے چہرے پر اپنی انگلیوں کے نشان چھوڑ چکی تھی۔۔۔۔

"ہمت کیسے ہوئی مجھے ہاتھ لگانے کی، اپنے غلیظ اور ناپاک ہاتھ اپنے تک رکھو اور اوقات میں رہو۔۔" وہ اُنکی اُسکے سامنے کرتی نفرت بھرے لہجے میں وارن کرنے لگی۔۔۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے ہاتھ لگانے کی، تم نے ہاتھ کیسے اٹھایا مجھ پر۔۔" وہ غصے سے چلایا تھا۔۔

"بلکل ایسے۔۔" کہتے ہوئے زوش نے اُسکے دوسرے گال پر اپنی انگلیوں کی چھاپ چھوڑی۔۔۔

"آئندہ میرے قریب آنے کا سوچنا بھی مت میرا نام زوش سلطان ہے اپنی طرف اٹھتی ہر گندی نگاہ کو نکال کر باہر پھینکنے کی ہمت رکھتی ہوں میں سمجھے۔۔" وہ سرد لہجے میں کہتے اُسے اُسکی اوقات باور کروا چکی تھی۔۔

ابھی وہ کچھ کہتا کے کچن کے دروازے سے اندر آتے زاویار پر نظر پڑی۔۔۔۔

"زاویار تم یہاں پر۔۔" اپنا تھوک نگلتے ہوئے اُسنے پوچھا۔۔

جب کے اِس کی بات کا جواب دیئے بنا وہ سُرخ ہوتے چہرے کے ساتھ اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

"ارے سعد بیٹا تم کب آئے۔۔۔" ریحانہ بیگم کی آواز پر سعد نے شکر ادا کیا کہ وہ آج بچ گیا ورنہ زاویار کا چہرے دیکھ کر اُسے آج اپنا آخری دن محسوس ہوا تھا۔۔

"بس آنٹی ابھی ہی آیا۔۔۔" چہرے پر آئے پسینے کو صاف کرتے ہوئے اُسے جواب دیا۔۔

"آؤ باہر آؤ ہمارے ساتھ بیٹھو۔۔۔"

"ج۔۔۔ جی آنٹی۔۔۔" اتنا کہتے ہوئے وہ بنا زاویار سے نظریں ملائے باہر چل دیا۔۔۔

"تم آگئے۔۔۔ فریش ہو کے آجاؤ پھر کھانے کھاتے ہیں۔۔۔" زویش خوش دلی سے زاویار سے مخاطب ہوئی۔۔

نظریں اُسکے چہرے پر گئی سُرخ آنکھوں اور ماتھے پر بل ڈالے وہ کسی سوچ میں گم تھا۔۔

"ہم۔۔۔" وہ سنجیدگی سے کہتا اپنے لمبے ڈاگ بھرتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

فریش ہونے کے بعد زاویار کھانے کی ٹیبل پر آیا تھا جہاں سب بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔۔۔ کھانے کے دوران زویش مہتاب اور ریحانہ بیگم سے شادی کی کہانیاں سن رہی تھی اور مزے سے کھانا کھا رہی تھی جب کہ زاویار خاموشی سے کھانا کھا رہا تھا۔۔

"بھائی آپ کیوں خاموش ہیں آج۔۔۔" فاطمہ نے زاویار سے پوچھا جو اپنے کھانے کی پلیٹ کو بھی گھورنے میں مصروف تھا۔۔

"لگتا ہے بھائی کو کوئی صدمہ لگ گیا ہے۔۔۔" بُراق شرارت بھرے لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

"ڈیڈ، مجھے آئندہ میری غیر موجودگی میں اس گھر میں کوئی مرد دکھائی نہ دے۔۔۔" وہ اُن دونوں کی باتوں کو سرے سے انکسور کیے مہتاب صاحب سے مخاطب ہوا۔۔

"ہاں تو بیٹا جی ویسے بھی ہمارے گھر میں کوئی غیر مرد نہیں آتا سوائے سعد کے اور وہ بھی اس لیے کیوں کہ اُسکے ماموں کا گھر ہے یہ۔۔۔" مہتاب صاحب نے اُسکے چہرے کی سنجیدگی دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

"خیریت ہے زاویار، کچھ ہوا ہے کیا۔۔۔" ریحانہ بیگم نے اپنے بیٹے سے وجہ دریافت کرنی چاہی کیوں کہ آج سے پہلے کبھی اُس نے گھر میں کسی کے آنے پر پابندی نہیں لگائی تھی۔۔۔

"مہمم بس ایسے ہی، مجھے بُراق اور آپکے علاوہ اس گھر میں کوئی مرد دکھائی نہ دے آئندہ، کوئی سے مراد کوئی بھی نہیں ڈیڈ۔۔۔" وہ نارمل لہجے میں کہتے ہوئے بھی اپنی بات کا مطلب سمجھا گیا تھا جس پر مہتاب صاحب نے محض اثبات میں سر ہلایا کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ اگر زاویار نے کسی چیز سے منع کیا ہے تو اسکے پیچھے کوئی وجہ ہوگی۔

کھانا کھانے کے بعد وہ کسی سے کوئی بھی بات کیے بنا اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔ وہ چاہتا تو سعد کو سزا بھی دے سکتا تھا لیکن وہ خاموش تھا کیوں کہ وہ کوئی تماشا نہیں لگانا چاہتا تھا اور پھر وہ اپنی پھوپھو کو بھی جانتا تھا کیا بعید تھی وہ ساری بات سننے کے بعد آخر میں زوش کے کردار پر اُنکی اٹھالیتی یہی سب سوچیں تھیں جسکی وجہ سے وہ خاموش بیٹھا۔۔۔

زوش کمرے میں داخل ہوئی اور زاویار کو دیکھا جو بالکونی میں ریلنگ کے ساتھ کھڑا تھا وہ چلتے ہوئے اُسکے پاس گئی۔

"کن سوچوں میں گم ہو۔۔۔" وہ وہیں پاس میں رکھے جھولے پر بیٹھ گئی۔

"سوچ رہا ہوں کیا عورت اپنے گھر میں رہ کر بھی سیو نہیں ہو سکتی۔۔۔" نظریں اب بھی آسمان پر تھیں۔۔۔

"مرد کی فطرت ایسی کیوں ہوتی ہیں؟ کیوں وہ عورتیں صرف اپنے گھر کی عورتوں کو سمجھتے ہیں باہر والیوں کو وہ گوشت کا ٹکڑا کیوں سمجھتے ہیں۔۔۔"

"سب ایسے نہیں ہوتے کچھ مرد اپنی نظروں اور کلام سے اپنی اچھی تربیت کا پتا دیتے ہیں۔۔۔" زوش اُسکی باتوں سے اندازہ لگا چکی تھی کہ وہ آج کی حرکت سے واقف ہو چکا ہے۔۔۔

"مرد کو خدا نے عورت کا محافظ بنایا ہے اسکو ایک اونچا درجہ دیا ہے پھر ناجانے کیوں یہ مرد اپنا مقام بھول جاتے ہیں۔۔۔" اُسکے انداز سے افسوس تھا۔۔۔

"I will make sure" کے وہ آئندہ اس گھر میں نظر نہیں آئے۔۔۔۔۔"

"ہمم۔۔۔" وہ صرف اتنا کہہ کر خاموش ہو گئی تھی کیوں کہ وہ اُس بارے میں مزید بات نہیں کرنا چاہتی تھی اسی طرح کچھ لمحات خاموشی کے نام ہو گئے۔۔۔۔۔

"ویسے تمہارا پورا نام کیا ہے۔۔۔" ریلنگ سے پشت لگائے شرارتی مسکراہٹ سجائے وہ اسے دیکھنے لگا۔۔۔ اس سوال پر زوش کو اپنا کہا نام یاد آگیا بے دیہانی میں ہی صحیح لیکن اُس نے اپنے نام کے ساتھ زاویار کا نام تو جوڑا تھا۔۔۔۔۔

"تو کیا تم سن رہے تھے سب۔۔۔" وہ کچھ خفا ہوئی تھی۔۔۔۔۔

"نہیں سن تو نہیں رہا تھا بس باہر سے اندر آتے آتے تمہاری آواز آگئی۔۔۔" وضاحت دیتے ہوئے وہ ریلنگ چھوڑ کے اُسکے ساتھ آ بیٹھا۔۔۔

"اچھا، وہ بس زبان پھسل گئی تھی۔۔"

"کبھی کبھی پھسلاہٹ بھی کتنی اچھی ہوتی ہے۔۔۔" وہ منہ میں بڑبڑایا تھا۔۔۔

"ویسے تم سے ایک بات پوچھو۔۔" کچھ یاد آنے پر وہ اسے اجازت طلب نظروں سے دیکھنے لگی۔۔

"سو پوچھو یا۔۔۔۔۔"

"تم جس سے محبت کرتے ہو۔۔" وہ بولتے ہوئے رُکی تھی۔۔

"ہم، آگے۔۔۔" وہ اُسکے سوال کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔

"وہ دکنے میں کیسی لگتی ہے؟؟" وہ نہیں جانتی تھی کہ یہ سوال اُسکے ذہن میں کیوں بیدار ہوا وہ کیوں یہ پوچھ رہی تھی۔

"معصوم، شرارتی اور بلا کی حسین۔۔۔" وہ اُسکے چہرے کے نقوش کو دیکھتے ہوئے جواب دے رہا تھا۔

"اور تمہیں وہ کیسی لگتی ہے۔۔۔؟؟"

"فقط عشق۔۔" وہ چمکتی آنکھوں سے نظریں اُس پر جمائے ہوئے تھا۔۔۔

"کیا وہ بھی تم سے اتنی ہی محبت کرتی ہے۔۔۔" وہ تجسس کے مارے پوچھ رہی تھی۔۔

"حقیقت میں، حقیقت ہے"

حقیقت کو خدا جانے

میرے دل میں اُسکے لیے محبت ہے

اُسکے دل کی خدا جانے۔۔۔۔۔" وہ شاعرانہ انداز میں بولا۔۔۔

"اتنی محبت کرتے ہو تم اُس سے۔؟"

"انہ فی نفسی اکثر مئی" °° (وہ مجھ سے زیادہ ہے مجھ میں)۔۔۔۔۔ کہتے ہوئے اُس نے اُسے دیکھا جو اُسے ہی دیکھنے میں محو تھی۔۔۔۔۔

"چلیں سو جائیں لیٹ ہو گیا ہے کافی۔"

"ہا۔۔ہاں چلو۔۔۔" وہ یک دم اُسکے چہرے سے نظریں ہٹاتی کمرے کی جانب بڑھ گئی جبکہ اُسکی اس پھرتی پر وہ اپنا تہقہہ چھپا گیا۔۔۔۔۔

وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے ادھر ادھر گھومتے اُسکا انتظار کر رہی تھی۔۔ اور پھر دور سے اُسے آتا دیکھ اُسکا غصہ سوا نیزے پر پہنچ گیا۔۔

"ہیلو کیسی ہو چیونٹی۔۔" وہ چابی ہوا میں لہراتا لاپرواہ انداز میں بولا۔۔

"بُراق تمہیں اندازہ بھی ہے میں کب سے یہاں ویٹ کر رہی ہو۔۔۔" وہ ایک ایک لفظ چبا کر بولی

"ہائے آپ اور ہمارا ویٹ، اتنے اچھے دن کب سے آگئے میرے۔۔" وہ سینے پر ہاتھ رکھتے شوخ لہجے میں بولا۔۔

"بُراق میرا نہ دل چاہ رہا ہے میں اس وقت تمہیں قتل کر دو۔۔۔"

"اتنی حسین لڑکی جیل میں کھڑی اچھی تو نہیں لگے گی یار۔۔۔"

"اچھا یار چلو چلتے ہیں آئندہ نہیں ہوگا لیٹ۔۔۔" وہ اُسکے غصے سے بھرے لال چہرے کو دیکھتا اپنی ہنسی چھپا گیا۔۔۔ اور پھر وہ دونوں گاڑی کی طرف بڑھ گئے۔۔

"یار کب تک ایسے منہ بنا کے بیٹھنا ہے اب تو موڈ ٹھیک کر لو یار ایسی شکل بنا کے بیٹھوگی تو میں بور ہو جاؤ گا۔" وہ گاڑی چلاتے ہوئے اپنے ساتھ بیٹھی ماہنور سے بولا جو کہ غصے سے بھرا چہرہ لیے خاموشی سے بیٹھی تھی۔۔۔۔

"اگر تم پہلے آجاتے تو ابھی ہم وہاں پہنچ چکے ہوتے اور آدھا کام بھی ہو چکا ہوتا۔۔"

"یار پہنچ تو گئے ہیں ہم ابھی بھی اور کام بھی ہو جائیگا بس کچھ پکچرز ہی تو لینی ہیں۔۔" اُسکا انداز اب سمجھانے والا تھا۔

"آئندہ لیٹ نہیں ہونا۔۔" وہ اُنکی سامنے کیے وارن کرتے ہوئے بولی۔۔۔

"جو حکم آپکا۔۔" اُسکے اندازے فرما برداری پر ماہنور نے ایک نظر اُسے دیکھا اور پھر مسکراتے ہوئے باہر دیکھنے لگی۔

"شکر۔۔" اُسکی مسکراتا دیکھ کر وہ سکھ کی سانس لیتے ہوئے دل میں ہی بولا تھا۔

وہ دونوں ایک اُجاڑ جگہ پر پہنچے جہاں آس پاس گھلا میدان اور ایک سائڈ پر چند خیمے لگے ہوئے تھے وہ دونوں یہاں کچھ تصویروں کے لیے آئے تھے۔۔۔۔

بُراق نے ابھی کیمرے سے کچھ تصویریں لینے کے بعد رُخ بدلا۔۔۔۔ وہ منظر اتنا حسین تھا کہ وہ کیمرے آنکھوں سے ہٹائے مبہوت سا اُسے دیکھنے لگا جہاں وہ بستی کے کچھ بچوں کے ساتھ اچھلنے اور کھیلنے میں مصروف تھی جسکی ہنسی ماحول میں ایک الگ ہی ساز پیدا کر رہی تھی۔۔۔۔ بُراق نے کئی لمحے اُسے یک ٹک دیکھنے کے بعد ادھر ادھر دیکھا جہاں آس پاس کوئی اُسے نہیں دیکھ پا رہا تھا اور وہ دوبارہ سے اُسے دیکھنے لگا جو دُنیا سے بے خبر بچوں کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھی وہ کیمرہ آنکھوں کے سامنے رکھتے اُسکے ہر ایک ایک لمحے کی تصویریں لینے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔

"لے لیں تم نے آس پاس کی تصویریں۔۔۔" بچوں سے فارغ ہوتے ہوئے وہ بُراق کے پاس آئی تھی۔۔

"ہاں لے لیں۔۔۔" کیمرے کا لینس سیٹ کرتے ہوئے اُس نے جواب دیا تھا۔۔

"اچھا مجھے بھی دکھاو کیسی لیں ہیں۔۔۔"

"نہیں، ابھی نہیں ابھی گھر چلتے ہیں میں تمہیں ایڈٹ کر کے کل یونیورسٹی میں دکھا دوگا پھر آگے کا کام کریں گے۔۔۔" وہ کیمرہ سائڈ پر کرتے ہوئے اُسے کہہ رہا تھا کہ کہیں وہ اپنی تصویریں نہ دیکھ لے۔

"اچھا ٹھیک ہے، پھر چلو چلتے ہیں گھر۔۔" کہتے ہوئے وہ گاڑی میں بیٹھ کر گھر کی راستے پر گامزن ہو گئے۔۔

گھر کے سب ہی مکین لاؤنچ میں بیٹھے ٹھنڈی ہوا کے ساتھ گرم چائے کا مزہ لے رہے تھے۔۔

"بابا آفس کا کام آفس تک رکھا کریں گھر میں ان آفس والوں کی کال ریسیو نہیں کیا کریں۔۔"

مہتاب صاحب کے فون کان سے ہٹاتے ہی عائشہ منہ بناتے ہوئے بولی۔۔

"ارے بیٹا ہمارا بھی یہی ماننا ہے بس وہ ایک ضروری کال آگئی تھی تبھی ریسیو کرنی پڑی۔۔" مہتاب صاحب نے مسکراتے ہوئے اپنی بیٹی کا شکوہ دور کیا۔۔ عائشہ کے اس طرح منہ بنانے پر سب کی مکین کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ سج گئی۔۔

"اچھا اچھا بس اب اتنے تیز تیرھے منہ نہیں بناؤ پتا چلے اسی طرح کا بن جائے۔۔" براق ہمیشہ کی طرح اُسے تنگ کرنے لگا۔

"بابا دیکھیں اسے یہ ہمیشہ مجھے ایسے ہی تنگ کرتا ہے آپ اسے یہاں سے بھیج دیں لندن وہیں جا کر باقی کی پڑھائی کرے۔۔" وہ جتنا چڑتی تھی براق کو اتنا مزہ آتا تھا اُسے تنگ کرنے میں۔۔

"میں کیوں جاؤں، تم جاؤ نہ تمہیں بھیج دیتے ہیں لندن وہاں کرنا اپنی وکالت۔۔"

"ہاں اگر چلی گئی نہ تب یاد آئیگی تمہیں۔۔"

"اوہو جس دن تم یہاں سے جاوگی اُس دن میں پورے محلے میں مٹھائی بانٹو گا۔" وہ اُسے مزید چھیڑتے ہوئے بول رہا تھا جبکہ حقیقت تو یہی تھی کہ اُسکی بہن اُسے جان سے زیادہ عزیز تھی۔

"اچھا اچھا بس کر جاؤ تم دونوں اب پھر سے لڑنے لگ گئے۔" ریحانہ بیگم نے ہاتھوں سے دونوں کو چُپ رہنے کا کہا اور ہنستے ہوئے اپنے ان بچوں کو دیکھا جو یونیورسٹی میں جا کر بھی بچوں کی طرح لڑتے ہیں۔۔۔ ہنستے ہنستے ریحانہ بیگم کو دل میں درد اٹھا وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھتے کھڑی ہوئیں تھیں کے بیلینس آؤٹ ہونے کی وجہ سے لڑکھڑا کر گرنے لگی تھیں جب زاویار نے انہیں تھام لیا۔

"امی کیا ہوا خیریت۔۔" وہ پریشانی کی حالت میں پوچھنے لگا اور ریحانہ بیگم وہیں بیہوش ہو گئیں گھر کے سب ہی نفوس کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو گیا وہ سب ہی اُنکے ارد گرد کھڑے انہیں ہوش میں لانے کی کوشش کر رہے تھے اُنکی حالت دیکھتے ہوئے زاویار نے انہیں گاڑی میں بٹھایا اور بنا ٹائم ضائع کیے ہسپتال پہنچ گیا۔۔۔

"شش، عائشہ بچے روتے نہیں کچھ نہیں ہوگا انہیں وہ بالکل ٹھیک ہو جائیں گی۔۔۔" وہ بُراق اور عائشہ کے بیچ میں بیٹھی عائشہ کو اپنے ساتھ لگائے خاموش کروا رہی تھی جو کب سے روئے جا رہی تھی۔۔۔ اپنے دوسرے ہاتھ سے اُسے اپنے ساتھ بیٹھے بُراق کے ہاتھ کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے اُسے بھی تسلی دے رہی تھی۔۔۔

مہتاب صاحب سامنے رکھی بیچ پر پریشانی کی حالت میں بیٹھے تھے وہیں زاویار آپریشن تھیٹر سے تھوڑا دور دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔۔۔ سب ہی نفوس اپنی اپنی پریشانی کی انتہا پر تھے۔۔

"کیا ہوا ہے ریحانہ کو۔۔۔" ہسپتال کے کوریڈور سے سفینہ بیگم اپنی بیٹی سویرا کے ساتھ تیزی سے چلتے ہوئے مہتاب صاحب کے پاس آئیں۔۔

وہیں سویرا بنا کسی اور کی طرف آئے زاویار کے ساتھ کھڑی ہو گئی۔۔۔۔

"تم ٹینشن نہیں لو آنٹی ٹھیک ہو جائے گی۔۔" وہ زاویار کا ہاتھ پکڑے تسلی دینے کے لیے اُسکے قریب ہوئی وہیں زاویار نے اُس کا ہاتھ جھٹکا اور ایک سرد نگاہ اُس پر ڈالی۔۔۔ زوش تھوڑی دور سے اُسے زاویار کے اتنا قریب کھڑے دیکھ اٹھتے ہوئے اُسکے پاس آئی۔۔

وہ اُن دونوں کے بیچ میں کھڑی ہوتے زاویار کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے سویرا کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔

"شکریہ سویرا تمہاری تسلی کے لیے لیکن اپنے شوہر کے پاس میں ہوں تو تمہیں بلا وجہ اپنی خدمتیں پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔۔" اُسکا لہجہ خاصا جتانے والا تھا۔۔ وہ زاویار کا ہاتھ پکڑے اُسے بیچ پر لے آئی جہاں بُراق اور عائشہ بیٹھے ہوئے تھے وہ اُن تینوں کو بیٹھاتی خود سائڈ سے ایک سٹول کھینچ کر اُنکے سامنے بیٹھ گئی اور اُن تینوں کے ہاتھ کو اپنی گود میں رکھتے ہوئے اپنے ہاتھوں سے پکڑ کر انہیں آنکھوں سے سب ٹھیک ہو جانے کا اشارہ کرتی تسلی دے رہی تھی۔۔۔ جبکہ مہتاب صاحب کی نظر اُس پر ہی تھی جو کس طرح بڑی بھابھی ہوتے ہوئے ماں کی طرح انہیں سنبھال رہی تھی، یہ سوچے

بنا کے وہ تینوں جوان ہیں خود کو سنبھال سکتے ہیں لیکن وہ جانتی تھی کہ اس موقع پر مضبوط انسان بھی ٹوٹ جاتا ہے۔۔۔۔

"ڈاکٹر کیسی ہیں میری امی۔۔" آپریشن تھیٹر سے باہر آتے ڈاکٹر کو دیکھتے عائشے جلدی سے ڈاکٹر کی طرف گئی۔

"She is fine it was an angina attack" وہ اب بہتر ہیں کافی۔۔۔

"ڈاکٹر ہم اُن سے کب ملاقات کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔"

"تھوڑی دیر تک انہیں ہوش آجائیگا پھر انہیں وارڈ میں شفٹ کر دیا جائیگا آپ اُن سے پھر مل سکتے ہیں لیکن آج رات انہیں یہیں رہنا ہوگا۔۔" وہ اپنے پیشہ ورانہ انداز میں بات کر رہیں تھیں

"Thanks doctor" ڈاکٹر کے بتانے کے بعد اب اُن سب کے چہرے پر سکون واضح تھا۔۔

وہ سب ہی ریحانہ بیگم کے وارڈ میں بیٹھے ہوئے تھے ریحانہ بیگم سے باتیں کرنے کے بعد وہ سب ہی مطمئن ہو چکے تھے۔۔۔

"آپ لوگوں میں سے ایک یہاں مریض کے ساتھ رُک جائے باقی سب وارڈ سے باہر آجائیں یہاں

ہسپتال کی پالیسی کے خلاف ہے اتنے لوگ وارڈ میں نہیں بیٹھ سکتے۔۔۔" نرس کے کہنے پر مہتاب

صاحب نے خود وہاں رات رکنے کا فیصلہ کیا، براق اور زاویار کے بار بار کہنے پر بھی انہوں نے اپنے

دونوں بیٹوں کو گھر بھیج دیا۔ وہ چاروں اپنی امی کی طبیعت دیکھنے کے بعد کافی مطمئن اور سکون سے گھر لوٹ آئے۔

"تم دونوں کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے بتا دینا ٹھیک ہے۔۔۔" وہ عائشہ اور براق کو کہتے ہوئے اپنے روم کی طرف چل دی۔

کمرے میں داخل ہوئی جہاں اندھیرا اور خاموشی کا راج تھا زاویار بیڈ کے سائڈ پر پاؤں نیچے کئے سر ہاتھ میں دیئے بیٹھا تھا۔۔۔ وہ چلتے ہوئے اُسکی سائڈ آکر اُسکے بالکل سامنے کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔

"ابھی کیوں پریشان ہو رہے ہو ابھی تو امی ٹھیک ہیں نہ۔۔۔" وہ کچھ کہتی جب زاویار اپنے دونوں ہاتھ اُسکی کمر کے گرد باندھتے اُس سے لپٹ گیا وہ اُس کے اچانک لپٹنے پر ساکت سی کھڑی اُسے دیکھ رہی تھی۔۔

"زوش تھینکس، تمہیں نہیں پتا جب تم ہسپتال میں اُن دونوں کے پاس بیٹھی تھی اُس وقت مجھے تمہاری کتنی ضرورت تھی پھر جب تم میرے پاس آئی مجھے اُس بے سکون سے لمحات میں ایک سکون کا لمحہ نصیب ہوا تھا۔۔۔ تمہیں پتا ہے میں کتنا ڈر گیا تھا آج، میری زندگی میں میری فیملی اور تم سب سے زیادہ عزیز ہو مجھے میں تم دونوں کو ہی کسی بھی قیمت پر نہیں کھونا چاہتا۔۔۔" خود کو کمپوز کرتے وہ اُسکی حالت سمجھتے ہوئے اُسکے سر میں ہاتھ پھیرنے لگی۔

"تم سے پہلے مجھے کبھی کسی لڑکی کی چاہ نہیں ہوئی تھی اُس دن تمہیں مال میں دیکھنے کے بعد دل نے دوبارہ تمہیں دیکھنے کی حسرت کی پھر تمہیں فلیٹ میں دیکھنے کے بعد محبت کا احساس دل میں جاگا تھا میں نہیں جانتا تھا کہ تمہاری منگنی ہوئی ہے لیکن تمہیں کسی اور کے لیے روتا دیکھ دل میں ایک ٹھیس سی اٹھی تھی، میں تمہیں ہمیشہ اپنے قریب رکھنا چاہتا ہوں میں تمہیں دُنیا کی نظروں سے چھپا کر خود میں رکھنا چاہتا ہوں، تم مجھے میری اپنی زندگی سے زیادہ عزیز ہو، مجھے نہیں پتا میں کب عشق کی اتنی منزلیں طے کر آیا بس اتنا جانتا ہوں کہ واپسی کا کوئی راستہ نہیں ہے۔۔" اُسکے چلتے ہاتھ رکے تھے وہ دم بخود سی کھڑی اُسکے منہ سے اپنے لیے اِس طرح اقرار محبت سن رہی تھی اُسے سمجھ نہ آیا وہ کیا کہے وہ خاموشی سے اسی طرح اُسکے ساتھ کھڑی رہی۔۔۔ کئی لمحے خاموشی میں بیت گئے وہ اُسی طرح اُس سے مضبوطی سے لپٹا رہا جیسے اگر وہ ہلکا سا چھوڑے گا تو وہ بہت دور چلی جائیگی۔۔

"زاویار۔۔۔" دھیرے سے کہتے وہ اُسے خود سے دور کرنے لگی۔۔۔ سر پیچھے کیے وہ سر اٹھا کر اُسے دیکھنے لگا۔۔۔ وہ ایک نظر اُسکی نیلی آنکھوں میں دیکھنے کے بعد نظریں چراتی بیڈ کی دوسری جانب آگئی جبکہ وہ افسوس کرتے پہلے کی طرح بیٹھا رہا۔۔۔

"سنو۔۔۔" اُسکی پشت کو دیکھتے وہ با مشکل اپنے منہ سے لفظ نکال پائی۔۔۔ جب کہ اُسکی آواز پر وہ پیچھے پلٹا جہاں وہ ایک ہاتھ سے اُسے اپنے دوسرے بازو پر لیٹنے کا اشارہ کر رہی تھی۔۔۔ وہ سیدھا ہوتا ہوا اُسکے ساتھ لیٹ گیا۔۔۔ جبکہ زوش خود کو کمپوز کرتی اُسکی حالت سمجھتے ہوئے اُسکے بالوں میں اپنی انگلیاں دوبارہ سے پھیرنے لگی جس سے وہ تھوڑی ہی دیر میں نیند کے آغوش میں تھا۔۔۔ کمرے کی معنی خیز خاموشی میں زوش کو اپنی تیز چلتی دھڑکنوں کی آوازیں سنائی دے رہیں تھیں وہ اپنی بے

ترتیب سانسوں کو ترتیب دینے لگی دماغ میں کئی سوچیں ایک ساتھ آرہیں تھیں اُسے سمجھ نہ نہیں آرہا تھا وہ کیا کرے اور انہیں سوچوں کو سوچتے ہوئے کب نیند کی وادیوں میں اتری اُسے علم نہ ہوا۔

"بھابھی اسلام علیکم، صبح بخیر۔۔۔" عائشہ خوش دلی سے کہتے ہوئے پکن میں کھڑی زوش کے پاس کھڑی ہو گئی جو ناشتہ بنانے میں مصروف تھی۔۔۔

"وعلیکم السلام، بخیر۔۔۔"

"ناشتہ بن گیا کیا۔۔۔" وہ ناشتہ کو دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی۔۔۔

"ہاں بن گیا ہے تم جاؤ میں لگواتی ہوں اور بُراق اُٹھ گیا کیا۔۔۔" وہ ملازمہ کو ناشتہ لگانے کا کہتے ہوئے خود عائشہ کے ساتھ باہر آ کر بیٹھ گئی۔۔۔

"مجھے کسی نے یاد کیا ہے کیا۔۔۔" بُراق فریش سا ہوا سیڑھیوں سے نیچے اترتے ہوئے اُن دونوں کے پاس آ کر ٹیبل پر بیٹھ گیا۔۔۔

"اتنے بُرے دن نہیں آئے کہ تمہیں یاد کریں۔۔۔" عائشہ نے ناشتہ پلیٹ میں ڈالتے ہوئے اُس کی غلط فہمی دور کی۔

"تم سے میں نے بات ہی نہیں کی میں تو اپنی بھابھی سے بات کر رہا تھا کیوں بھابھی۔۔۔" بُراق اُسکی باتوں کو کسی خاطر میں لائے بنا زوش کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔۔۔

"ہاں ہاں۔۔۔ میں تمہیں یاد کر رہی تھی۔۔۔" زوش نے مسکراتے ہوئے اُسے کہا جس پر وہ جتنا ہی نظروں سے عائشے کو دیکھنے لگا جو اُسے اگنور کیے ناشتے کے ساتھ انصاف کرنے لگی۔۔۔۔۔۔

"بھائی نہیں اٹھے کیا ابھی تک۔۔۔" بُراق کے سوال پوچھنے پر زوش کے چلتے ہاتھ اچانک رکے تھے۔۔۔ اور پھر وہ کچھ کہتی اِس سے پہلے سیڑھیوں سے اترتے زاویار کو دیکھا گرے ٹی شرٹ اور سیاہ ٹراؤزر پہنے ہوئے تھا جسکے بال ماتھے پر بکھرے ہوئے وہ جاذب نظر لگ رہا تھا۔۔۔ وہ خاموشی سے آ کر ٹیبل پر بیٹھ گیا اور زوش جو پہلے ہی ناشتے کی پلیٹ پر جھکی ہوئی تھی زاویار کے آتے ہی وہ مزید پلیٹ پر جھک گئی۔۔۔ زاویار نے اُسے دیکھا جو پورے ناشتے اُسے دیکھنے سے بھی کتر رہی تھی اور ناشتہ کرتے ہی وہ وہاں سے اُٹھ کر جانے لگی جب بُراق نے اُسے روکا۔۔۔

"بھابھی آپ اور عائشے بھی تیار ہو جائیں پھر ہم چاروں ہاسپٹل چلتے ہیں۔۔۔"

"ٹھیک ہے۔۔۔" وہ بُراق کو جواب دے کر اپنے کمرے کی طرف چل دی۔۔۔

زاویار اپنے روم میں داخل ہوا جہاں بیڈ پر اُسکے کپڑے رکھے ہوئے تھے اور ڈریسنگ کی لائٹ آن تھی مطلب وہ تیار ہونے کے لیے ڈریسنگ میں گئی ہے وہ خاموشی سے اپنے کپڑے لیے واشروم میں چلا گیا ، تھوڑا وقت گزرنے کے بعد جب وہ باہر آیا ایک نظر دوبارہ ڈریسنگ کو دیکھا جسکا دروازہ ہلکا کھلا ہوا تھا اور وہ اندر نہیں تھی ایک نظر اسٹڈی میں دیکھا اُسے وہاں بھی موجود نہیں تھی یعنی وہ اِس کے باہر نکلنے سے پہلے ہی نیچے بھاگ گئی تھی زاویار اپنا سر جھٹکتا کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔

"بھابھی چلیں۔۔" عائشہ زوش کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اندر سے باہر لے جانے لگی جہاں بُراق گاڑی کے پاس کھڑا تھا۔

"بھابھی آپ اور بھائی آجانا میں اور عائشہ جا رہے ہیں۔۔" بُراق نے کہتے ہوئے فاطمہ کو اشارہ کیا جو گاڑی میں بیٹھنے جا رہی تھی۔۔

"ایک ساتھ چلتے ہیں نہ۔۔۔" وہ اچانک عائشہ کے گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے بول اٹھی۔۔

"کیوں آپکو بھائی سے ڈر لگتا ہے کیا۔۔۔" بُراق کے انداز میں شرارت تھی جسے زوش نہیں سمجھتے ہوئے ایک گھوری سے اُسے نوازا اور پھر وہ تینوں زاویار کا انتظار کرنے لگے۔۔۔

زاویار نے آتے ہی اپنی گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی جسکی وجہ سے زوش پچھلا دروازہ کھولے اندر بیٹھنے لگی تھی لیکن بُراق اُسکے بیٹھنے سے پہلے ہی خود بیٹھ چکا تھا۔۔۔

"کیا ہے۔۔۔" زوش نے ہلکی آواز میں غصے سے بُراق سے پوچھا جس پر وہ کندھے اُچکاتے دانتوں کی نمائش کرنے لگا اور زوش ایک نظر اُسے گھور کے آگے کی سیٹ پر بیٹھ گئی جسکے بیٹھتے ہی گاڑی سلطان مینشن کی حدود سے باہر نکل گئی تھی۔۔۔

وہ چاروں ہاسپٹل کے وارڈ کی طرف بڑھ رہے تھے جب اندر سے آتی کچھ آوازوں سے وہ سمجھ چکے تھے کہ اندر کون ہے۔۔۔۔۔

"السلام وعلیکم بابا۔۔" زوش اندر جاتے ہی احمد صاحب کے گلے لگی جس پر انہوں نے بھی محبت اور خوشی سے اُس سے حال احوال پوچھا۔۔ احمد صاحب سے ملنے سے کے بعد وہ حاجرہ بیگم سے ملی اور پھر ریحانہ بیگم کی طرف متوجہ ہوئی۔۔ زاویار بھی دونوں سے ملنے کے بعد ماہنور کے سر پر ہاتھ رکھتے اُس سے سلام کرنے کے بعد وہیں رکھی بیچ پر بیٹھ گیا۔۔

"السلام وعلیکم انکل انٹی۔۔" بُراق دونوں سے خوش دلی سے ملتے ہوئے آگے بڑھا جہاں ماہنور کی نظر اُس پر گئی۔

"چیونٹی۔۔" وہ ہلکی آواز میں کہتے ہوئے اُس سے تھوڑے فاصلے پر بیٹھ گیا۔۔۔۔

"تمیز نہیں ہے سلام کرنے کی۔۔۔" وہ سخت تیور لیے ہلکی آواز میں اُس سے گویا ہوئی۔۔۔۔۔

"کیوں سلام کرنا مجھ پر ہی فرض ہے کیا تم نہیں کر سکتی۔۔۔" وہ بھی اُسی کے انداز میں مخاطب ہوا۔۔۔

"باہر سے تم آئے تھے نہ تو تمہیں کرنا چاہئے تھا سلام۔۔۔" ماہنور نے اُسے شرم دلانی چاہی۔۔

"تو تمہیں کسی نے بتایا نہیں کہ کوئی باہر سے آتا ہے تو اُٹھ کے اُس سے سلام کرنا چاہئے۔۔۔"

"تم بڑی ہو یا میں۔۔۔۔" بُراق نے اُس سے سوال پوچھا۔

"تم بڑے ہو۔۔۔۔" وہ بیزاری سے اُسکے بے تکے سوال کا جواب دینے لگی۔۔

"تو اصولاً تمہیں ہی سلام کرنا چاہئے، تمہیں سکھایا نہیں کسی نے کہ اپنے سے بڑے کو سلام کرنا چاہئے۔"

۔

"اور یہ کونسی کتاب میں لکھا ہے کہ چھوٹوں کو ہی سلام میں پہل کرنی چاہئے۔۔" ماہنور نے زنج ہوتے ہوئے اُسے گھورا۔۔

"بُراق سلطان کی کتاب میں۔۔۔" وہ سکون سے انداز میں کہتے ہوئے پیچھے ٹیک لگا کر بیٹھا۔۔۔ جبکہ اسکی اس طرح کی ڈھٹائی سے تنگ ہوتے ہوئے وہ بنا کچھ بولے غصے سے رُخ پھیر کر بیٹھ گئی۔۔

"اب کیسی طبیعت ہے آپکی۔" زوش نے متفکر لہجے میں ریحانہ بیگم کے پاس رکھے سٹول پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"میں ٹھیک ہوں بلکل مجھے کچھ نہیں ہوا بس ان ڈاکٹرز کو بولو مجھے اب ڈسچارج کر دیں۔۔" ریحانہ بیگم کو ہسپتال میں رہ کے کوفت ہونے لگی تھی۔۔

"امی ڈاکٹرز کو اچھے سے پتہ ہے آپکی طبیعت کا۔ انہیں جب صحیح لگے گا وہ آپکو ڈسچارج کر دیں گیں۔۔" زاویار نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑتے ہوئے محبت سے کہا۔۔

"بیٹا ابھی تو میں ٹھیک ہوں لیکن اگر میں یہاں ایک دن اور رہی تو لازمی بیمار پر جاؤ گی۔۔" وہ بے بسی سے کہہ رہیں تھیں کیوں کہ ہاسپٹل میں دوائیوں کی بدبو سے وہ سخت تنگ ہو چکی تھیں۔

"ارے بیگم زیادہ ٹینشن نہیں لیں بس آج کا دن ہے پھر آپکو ڈسچارج کر دیں گیں۔۔" مہتاب صاحب نے اپنی بیگم کی حالت دیکھتے ہوئے کہا اور اُنکے کہنے کی دیر تھی کہ ریحانہ بیگم کے چہرے پر بیزاری غائب ہو چکی تھی اور اب وہاں خوشی تھی۔۔

شام کا وقت تھا صبح سے ہاسپٹل میں رہنے کے بعد وہ پانچوں اس وقت ہاسپٹل کی کینٹین میں چائے پینے کی غرض سے بیٹھے ہوئے تھے ریحانہ بیگم اور مہتاب صاحب کو کو روم میں چائے دے آئے تھے اور ہاجرہ بیگم اور احمد صاحب گھر کو لوٹ گئے تھے البتہ ماہنور ابھی تک ہاسپٹل میں ہی تھی جسے زوش نے اپنے ساتھ روکا ہوا تھا۔۔۔

"سر، میڈم آپ لوگوں کی چائے۔۔۔" ویٹر نے چائے کی ٹرے اُنکے سامنے رکھتے ہوئے بتایا اور وہاں سے چل دیا فاطمہ نے ٹرے سے ایک ایک کپ اٹھا کر سب کے سامنے رکھے۔۔۔

"اتنی زیادہ چائے کیوں دے رہی ہو اسے۔۔۔" بُراق نے ماہنور کے سامنے رکھے کپ کو دیکھتے ہوئے حیرت سے فاطمہ سے پوچھا۔۔۔

"کیا مطلب بھائی اتنی زیادہ۔۔۔" عائشہ کو اُسکی حیرت کی سمجھ نہ آئی جو ایک کپ چائے کو اتنی زیادہ کہہ رہا تھا۔

"یار چیونٹی سی تو ہے وہ اگر اس کپ میں ڈوب گئی پھر۔۔۔" ہلکا قہقہہ لگاتے ہوئے اُس نے کہنے کے بعد ماہنور کو دیکھا جس کا چہرہ غصے کے باعث سُرخ ہو چکا تھا۔۔۔

"زوش۔۔۔ اسکو بولو خاموش ہو جائے۔۔۔" وہ سخت غصے سے کہتے زوش سے مخاطب ہوئی۔۔۔

"بُراق نہیں تنگ کرو یار۔۔۔" اپنی ہنسی بمشکل روکتے وہ مصنوعی غصے سے بُراق کو کہنے لگی۔۔۔

"بھابھی دیکھیں تو سہی ایک بار اگر یہ ڈوب گئی پھر انکل آنٹی کو کیا جواب دیں گے۔۔" وہ بظاہر متفکر لہجے میں کہہ رہا تھا لیکن آنکھوں میں شرارت واضح تھی جس پر ٹیبل پر بیٹھے عائشے اور زوش کو اپنی ہنسی کنٹرول کرنا مشکل لگی، ماہنور نے دونوں کو دیکھا جو اُس کے اوپر ہنس رہیں تھیں۔۔۔

"زاویار بھائی۔۔۔" وہ اُن دونوں کو انگور کرتے ہوئے زاویار سے مخاطب ہوئی مطلب صاف تھا کہ اب زاویار اُسکی سائڈ لے۔۔

"بُراق اب کچھ نہیں کہنا میری بہن کو۔۔۔" زاویار نے رعب دار انداز میں بُراق کو تنگ کرنے سے منع کیا تھا۔۔

"جی بھائی۔۔۔" فرما برداری سے کہتے ہوئے اُسے ماہنور کو دیکھا جو اُسے ہی آنکھوں سے اشارہ کر رہی تھی کہ مزہ آیا اب جس پر براق نے ایک مطمئن مسکراہٹ کے ساتھ اُسے دیکھتے ہوئے اپنی چائے پر دیہان دیا۔۔۔

"ماما آپکو کسی چیز کی ضرورت ہے کیا۔۔۔۔"

"نہیں بیٹا، میں بالکل ٹھیک ہوں اور اگر کچھ چاہئے ہوا مجھے میں خود کے لوگی یا پھر مہتاب یہیں ہیں تم لوگ سب جاؤ اب اپنے اپنے کمرے میں سو جاؤ صبح سے میرے ساتھ ہاسپٹل میں تھے تھک گئے ہو گے۔۔۔" ریحانہ بیگم نے پیار سے زوش کو جواب دیتے ہوئے آخر میں سب کو جانے کا کہا کیوں کہ وہ

چاروں ہاسپٹل سے آنے کے بعد سے اُنکے کمرے میں بیٹھے اُن سے باتوں میں لگے ہوئے تھے اور ساتھ میں ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق اُنکی ڈائٹ اور دوا کا بھی خیال رکھ رہے تھے۔۔۔۔۔

"ٹھیک ہے ماما آپ نے دوائی لے لی ہے اب آرام کریں۔۔۔" زاویار نے اٹھتے ہوئے اپنی ماں کے سر پر بوسا دیا اور پھر روم سے باہر نکل کر اپنے روم کی جانب بڑھ گیا اُسکے جانے کے بعد بُراق اور عائشہ بھی اپنے اپنے روم میں چلے گئے تھے۔۔

"زوش بچے آپ کیا سوچ رہی ہیں۔۔۔" مہتاب صاحب نے زوش کو دیکھتے ہوئے پوچھا جو زمین پر نظریں ٹکائے کسی سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی۔

"ن۔۔۔ نہیں کچھ نہیں۔۔۔" مہتاب صاحب کی آواز پر چونکتے ہوئے اُس نے اچانک جواب دیا۔۔۔۔۔
 "سب ٹھیک ہے نہ۔۔۔؟" مہتاب صاحب نے متفکر لہجے میں دریافت کیا۔۔۔۔۔

"جی۔۔۔ جی بابا سب ٹھیک ہے وہ بس ماما کی طبیعت کی وجہ سے تھوڑی ٹینشن میں تھی۔۔۔" اُس نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بہانہ بنایا۔

"شب بخیر۔۔۔" وہ دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہتے روم سے نکل کر اپنے روم کی طرف چل دی۔۔۔

روم کا ہلکا دروازہ کھول کے اُس نے اندر جھانکا جہاں کوئی وجود نہ دکھائی دیا جس پر وہ ایک لمبی سانس لیتے ہوئے روم میں داخل ہوئی الماری سے اپنے کپڑے نکالتے ہوئے اُس نے ایک نظر واشروم کے دروازے پر ڈالی جہاں اندر سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی وہ اپنے کپڑے لیتے ہوئے ڈریسنگ میں

چلی گئی۔۔ آرام دہ لباس پہننے کے بعد وہ ڈریسنگ سے باہر آئی جہاں روم کی لائٹ آف تھی جس پر اُسے سکھ کا سانس لیا کہ وہ سو چکا ہے اسی سوچ کے ساتھ وہ ہلکے قدم اٹھاتے ہوئے بیڈ پر اپنی سائڈ کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔

"تم مجھے اگنور کیوں کر رہی ہو۔۔۔" اپنے پیچھے سے آتی آواز پر اُسکے اٹھتے قدم رُکے تھے اور وہ اچانک پلٹی تھی جہاں زاویار اسٹڈی روم کے دروازے کے ساتھ ہاتھ سینے پر بندھے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔۔۔

"م۔۔ میں نے کب اگنور کیا۔۔" دو قدم اُسکی طرف اٹھاتے وہ انجان لہجے میں پوچھنے لگی۔۔۔

"تو تم نے مجھے اگنور نہیں کیا۔۔۔" وہ آہستہ آہستہ اُس سے پوچھنے لگا۔۔۔

"نہیں۔۔۔" کندھے اچکاتے ہوئے نظریں چراتے اُسے صاف جواب دیا۔۔۔۔۔

"زوش۔۔۔" وہ کہتے ہوئے اُسکے قریب آیا اور اُسکا ہاتھ تھامے بیڈ پر لے جا کے اُسکے ساتھ بیٹھ گیا۔۔۔

"وجہ جان سکتا ہوں اگنور کرنے کی۔۔؟؟" زاویار کی آنکھوں میں التجا تھی۔۔۔۔۔

"کیا وجہ بتاؤ میں تمہیں۔۔۔"

"یہ سب اس لیے کیوں کہ میں نے اپنی محبت کا اقرار کیا تھا تم سے۔۔۔" وہ سوالیہ نظروں سے اُسے دیکھنے لگا جو نظریں زمین پر مرکوز کیے بیٹھی تھی اور زاویار کے اس سوال پر اُس نے نظریں زمین سے ہٹاتے ہوئے زاویار کو دیکھا اور اُسکے اس طرح دیکھنے پر ہی زاویار کو اپنے سوال کا جواب مل گیا تھا۔۔

"زوش تمہیں کس بات کا ڈر ہے۔۔۔" وہ اُسکے دونوں ہاتھ پکڑے محبت سے پوچھنے لگا اور اس طرح پوچھنے پر زوش کا دل چاہا وہ اپنا سارا خوف ظاہر کر دے لیکن دماغ نے نفی کی تھی وہ بنا جواب دیئے اُسے دیکھ کے سوچ ہی رہی تھی جب اُسکی آواز پر دوبارہ ہوش میں آئی تھی۔۔۔

"تم مجھ پر بھروسہ کر سکتی ہو۔۔۔" وہ اُسے اپنے ہونے کا احساس دلا رہا تھا۔۔

"م۔۔۔ میں۔۔۔" اپنی بات کہتے ہوئے وہ رکی تھی اور اُسکی طرف دیکھا جو آنکھوں میں اُسکے جواب کا انتظار لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

"میں دوبارہ اپنا دل نہیں تڑوانا چاہتی۔۔۔" وہ مدھم آواز میں بس اتنا ہی بول پائی تھی۔۔

"اور تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ تمہارا دل دوبارہ ٹوٹ جائیگا۔۔۔" زاویار کے اس سوال پر نہ چاہتے ہوئے بھی زوش کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔

"م۔۔۔ میں محبت کے اُن دونوں کو بھی جانتی ہوں جب خوشی سے زمین پاؤں پر نہیں ٹکتے تھے، جب دُنیا جہاں کی توجہ اور سکون مجھے حاصل تھا اور میں محبت کے اُن دنوں سے بھی واقف ہوں جب دکھ سانس پر بھاری تھے اور تکلیف سے آنسو نہیں رکتے تھے میں اب تک اُس تکلیف سے پوری طرح باہر نہیں نکلی میں دوبارہ اُس سب تکلیف سے دوچار نہیں ہونا چاہتی۔۔۔" بے دردی سے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے وہ کس تکلیف سے یہ سب بول پائی تھی یہ صرف وہی جانتی تھی کہ دل میں جو درد تھا وہ دوبارہ سے جاگ اُٹھا تھا۔۔۔

"تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ تمہیں دوبارہ وہ سب تکلیف سہنی پڑے گی۔۔۔"

"کیوں کہ مجھے محبت راس نہیں آتی میں مجھے ایسا لگتا ہے، میں جس سے محبت کرو گی وہ مجھے اپنا عادی بنا کر چھوڑ دیگا میں وہ درد دوبارہ نہیں برداشت کرنا چاہتی تُم نہیں جانتے جس شخص کو آپ نے اپنا سب کچھ مانا ہو جسے آپ اپنی ہر خوشی میں شامل کرتے ہو جس کے ساتھ زندگی گزارنے کا تصور کیا ہو اگر وہ مشکل وقت میں آپ کا ساتھ دینے سے انکار کر دے تو دُنیا کے ہر شخص اور اُن کی محبت سے یقین اُٹھ جاتا ہے انسان کو اپنی زندگی تنگ ہوتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔۔۔م۔۔ میں دوبارہ محبت نہیں کر پاؤ گی کبھی بھی، مجھ میں ہمت نہیں ہے وہ سب برداشت کرنے کی اب کی بار اگر ٹوٹی تو مر جاؤ گی، میں نہیں چاہتی میں کسی سے اُچھ ہوں۔ میں تمہیں محبت نہیں دے پاؤ گی۔۔" وہ کہتے ہوئے اُسکے ہاتھ سے اپنے ہاتھ چھڑواتے ہوئے پیچھے کو ہوئی آنسو لگاتار آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔۔۔

"زوش ریلیکس میری بات سنو ہم۔۔۔" زاویار نے اپنی اُنگی کے پوروں سے اُسکے آنسو صاف کرتے ہوئے اُسے اپنے قریب تر کیا۔

"میں تُم سے بہت محبت کرتا ہوں کیوں کہ مجھے تُم سے محبت کرتے رہنے پسند ہے کسی بھی بدلے کے تمنا کیے بغیر کیوں کہ میرے لیے یہی کافی ہے کہ میں تُم سے محبت کرتا ہوں۔۔۔" وہ اُسے پیار سے اپنی بات سمجھا رہا تھا۔

"زوش میں تُم سے کبھی بھی اپنی محبت کا بدلہ نہیں مانگوں گا کیوں کہ محبت زبردستی نہیں کی جاتی یہ تو ہو جاتی ہے یہ تو نصیب میں لکھی ہوتی ہے کسی کے لیے رزق کی طرح اور کسی کے لیے روگ کی طرح پھر فرق نہیں پڑتا حاصل ہو یا لا حاصل۔۔۔!!!"

"کیوں کرتے ہو تُم مجھ سے اتنی محبت۔۔۔" وہ بے ساختہ ہی یہ سوال کر بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

"اس کراہِ ارض پہ کچھ چیزوں کی تخلیق فقط اس لیے کی گئی ہے کہ اُن سے شدید محبت کی جائے جیسا کہ تمہیں میرے لیے اور خدا نے تمہیں میرے نکاح میں ڈال کر مجھ پر تمہاری محبت فرض کر دی ہے کیسے ممکن ہے کہ میں تمہیں محبت نہ کروں۔۔" وہ بھاری اور محبت بھرے انداز میں اُسے جواب دے رہا تھا۔

"میرا ماضی جاننے کے بعد بھی اتنی محبت۔ کیوں؟" وہ اب رونا بند کر کے نارمل بیٹھے اُس سے سوال پوچھنے لگی۔

"جب چُن لیا جاتا ہے تو ماضی معنی نہیں رکھتا، کردار پر تبصرے نہیں کیے جاتے، گزری ہوئی وابستگیاں نہیں پوچھی جاتی صرف خوش آمدید کہا جاتا ہے۔۔۔" وہ اُسے اپنے دل کے حال سنا رہا تھا کیوں کہ اُسے واقعی فرق نہیں پڑتا تھا کہ سامنے بیٹھے وجود کا ماضی کیسا تھا فرق پڑتا تھا تو اس بات سے کہ حال میں وہ اُسکی ہے اور وہ اس لڑکی سے عشق کرتا ہے۔۔۔

"تم مجھے کبھی خود سے محبت کرنے کے لیے مجبور تو نہیں کرو گے۔۔۔" زوش کے اس طرح سوال کرنے پر وہ استہزایہ مسکرا دیا۔

"ڈرو نہیں میں تم پر اپنی محبت مسلط نہیں کروں گا تمہیں اپنے فیصلے لینے کا پورا حق ہے میں تمہارا انتظار کر سکتا ہوں۔"

"تم کب تک میرا انتظار کرو گے۔۔۔" وہ سوالیہ نظروں سے اُسکی طرف دیکھنے لگی۔۔۔۔

"تم وعدہ تو کرو آنے کا میں ساری زندگی انتظار میں گزار سکتا ہوں۔۔۔"

"اور اگر میں نہ آؤ تو۔۔؟" الفاظ تھے نہ جانے کیا زاویار کی دھڑکنیں بے ساختہ ہی رکی تھیں اُسے کبھی سوچا ہی نہیں تھا اس بارے میں وہ بھلے اُس سے محبت نہیں کرتی تھی لیکن اُسکے ساتھ تو تھی اُسکی دسترس میں تھی اگر وہ نہ ہوئی تو۔۔۔ اسکے آگے سوچنے سے اُسکے دل اور دماغ نے نفی کی تھی

"ستكونين اَعسمن نديۃ ني قلبي (تو تم میرے دل پر سب سے گہرا داغ ہوگی)" وہ ایک آسودہ مسکراہٹ کے ساتھ اُسے جواب دیتا ہے لیکن زوش کے چہرے اور سوالیہ نظروں کو دیکھ کر اُسے اندازہ ہو جاتا ہے کہ اُسے اسکی کہی بات کی سمجھ نہیں آئی۔۔۔۔۔

"چھوڑو ان سب باتوں کو ہم پہلے کی طرح نارمل بھی تو رہ سکتے ہیں نہ۔۔" وہ مان بھرے لہجے میں زوش کو دیکھتا ہے جس پر وہ مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلاتی ہے۔۔

"اچھی بات ہے اب تم سو جاؤ ریلیکس ہو کر کافی لیٹ ہو گیا ہے۔۔" اُسے وقت کا احساس دلاتے ہوئے کہتا ہے اور خود بھی اٹھ کر سونے جاتا ہے زوش ایک سکھ کا سانس لیتی ہے کیوں کہ اُسے کل سے اپنے دل میں رکھے تمام خوف کو آج نکالا تھا اور زاویار سے بات کرنے کے بعد وہ اب کافی پر سکون ہو چکی تھی ایک نظر زاویار پر ڈالتے وہ خود بھی کمفرٹ اورٹھے سو جاتی ہے۔۔۔

جباری۔۔۔

”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔۔۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ اَحِبَاب۔۔۔۔

”ناولز کی دنیا“ کے ناولز میں خوش آمدید۔۔۔۔

ناولز کی دنیا (NKD) کی جانب سے ناولز کو بغیر کسی غلطی کے آپ تک پہنچانے کی کوشش کی گئی۔ اگر کوئی غلطی اس میں ملتی ہے تو اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ کیونکہ ناول کو پورا پروف ریڈ کر کے ہی پبلش کیا جاتا ہے چوک ہونا محض اتفاق ہوگا۔۔۔
نئے اور مختلف لکھنے والوں کے لیے ”ناولز کی دنیا“ [ویب سائٹ / گروپ / پیج / یوٹیوب چینل](#) دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کر سکتے ہیں۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے۔۔۔۔

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔۔۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہو سکا آپ کی تحریر پوسٹ ہو جائے گی۔۔۔

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔۔۔

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

Facebook page :- [Novels ki duniya](#)

(user name [@zoyatalib77](#))

Facebook group :- [Novels ki duniya](#)

Instagram Page:- [Zoya Talib](#) (UserName: [Novelskiduniya77](#))

Youtube Channel: [Novels Ki Dunya \(NKD\) Official](#)

